قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النمل

(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا

اِن سے کہو، (اے پیغمبر) کہ شکر اللہ ہی کے لیے ہے (جس نے اپنی یہ شانیں دکھائی ہیں) اور اُس کے اُن بندوں پر سلامتی جن کو اُس نے (اپنی عدالت کے ظہور کے لیے) منتخب فرمایا۔ کیا وہ اللہ بہتر ہے یا اِن کے معبود جنھیں یہ اُس کے شریک ٹھیراتے ہیں[۷۲]؟ ۵۹

کیا[۷۳] یہ بہتر ہیں یا وہ (پروردگار) جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے تمھارے

۷۲۔ یہ آیت پیچھے کے مضمون پر تبصرہ بھی ہے اور نہایت خوب صورت گریز بھی جس نے آگے کے مضمون کے لیے تمہید استوار کر دی ہے۔

۷۳۔ یہاں سے آگے توحید پر جو خطبہ ارشاد ہوا ہے، اُس کے صحیح زور کو سمجھنے کے لیے پے در پے سوالیہ انداز میں بات کہنے کا جو اسلوب اِس خطبے میں اختیار کیا گیا ہے، اُس کو سمجھنا چاہیے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ ﴿٦٠﴾

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

لیے پانی اتارا، پھر اُس سے ہم نے خوش منظر باغ اگائے، تمھارے لیے ممکن نہیں تھا کہ تم اُن کے درختوں کو اگا سکتے[٧٤]؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (اِن سب کاموں میں شریک) ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہی لوگ ہیں کہ راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں[٧٥]۔ ٦٠

کیا یہ بہتر ہیں یا وہ (پروردگار) جس نے زمین کو ٹھکانا بنایا[٧٦] اور اُس کے درمیان ندیاں بہا دیں

"...اِس قسم کے سوالیہ جملوں میں مقصود استفہام اور سوال و جواب نہیں ہوتا، بلکہ افحام، اتمام حجت اور زجر و تنبیہ ہوتا ہے۔ متکلم پورے زور بیان کے ساتھ سوالیہ انداز میں حقائق کو پیش کرتا جاتا ہے اور مخاطب کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھ جاتا ہے۔ گویا اُس کی تردید میں کچھ کہنے کے لیے کوئی گنجایش کسی کے لیے سرے سے ہے ہی نہیں۔ اِس زور بیان کے تقاضے سے اِس قسم کے جملوں میں بعض اجزاے کلام حذف کر دیے جاتے ہیں جن کو مخاطب خود سمجھ لیتا ہے یا اُس کو سمجھ لینا چاہیے۔ کلام کے اِس خلا کو متکلم کا زور کلام بھر دیتا ہے۔ خطباے جاہلیت کے کلام میں اِس حذف و ایجاز کی مثالیں بہت ہیں، لیکن قرآن کے آگے اِن کو پیش کرنا آفتاب کے آگے دیا جلانا ہے۔ اردو میں یہ اسالیب چونکہ نہیں ہیں، اِس وجہ سے ترجمے میں ہم نے کلام کے محذوفات کھول دیے ہیں۔" (تدبر قرآن ٥/٦٢٣)

٧٤۔ اِس جملے میں غائب کے بجاے متکلم کا اسلوب ہے۔ اِس سے امتنان و احسان اور عنایت و ربوبیت کا اظہار مقصود ہے۔

٧٥۔ یہاں پھر غائب کا اسلوب ہو گیا ہے۔ یہ نفرت و کراہت اور اظہار حسرت پر دلیل ہے۔ استاذ امام کے الفاظ میں، گویا بات اُن سے منہ پھیر کر فرمائی گئی ہے۔

٧٦۔ یعنی نہایت اعلیٰ اہتمام اور نہایت غیر معمولی حکیمانہ مناسبتوں کے ساتھ اُسے زندگی کے موافق بنایا تاکہ وہ انسان کے لیے جاے قرار بن سکے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾

اور اُس (کو اپنے محور پر قائم رکھنے) کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان پردہ ڈال دیا[۷۷]؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (اِن سب کاموں میں شریک) ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ اِن کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں[۷۸]۔ ۶۱

کیا یہ بہتر ہیں یا وہ (پروردگار) جو بے قرار کی دادرسی کرتا ہے، جب وہ اُسے پکارتا ہے اور اُس کے دکھ کو دور کر دیتا ہے[۷۹] اور (تم سے پہلوں کو ہٹاتا اور) تم کو زمین کا وارث بنا دیتا ہے[۸۰]؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (اِن سب کاموں میں شریک) ہے؟ تم لوگ کم ہی یاددہانی حاصل کرتے ہو[۸۱]۔ ۶۲

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۷۷۔ اِس سے وہ غیر مرئی دیوار مراد ہے جو بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان کھڑی کر دیتا ہے۔

۷۸۔ یہاں پھر اظہار حسرت وافسوس کے لیے غائب کا اسلوب اختیار فرمایا ہے۔

۷۹۔ یعنی ایسی قدرت رکھتا ہے کہ کسی کی حاجت روائی کا فیصلہ کر لیتا ہے تو جتنے کائناتی اسباب اُس کے لیے جمع کرنا ضروری ہوں، سب چشم زدن میں جمع کر کے اُس کے دکھ اور تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔

۸۰۔ یہ اُس سنت الٰہی کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کے تحت ایک قوم نمایاں ہوتی، اپنا کردار ادا کرتی اور پھر دوسری کے لیے جگہ چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے دنیا کے اسٹیج سے رخصت ہو جاتی ہے۔ گویا قوموں کے لیے بھی موت وحیات کا وہی قانون ہے جس کا مشاہدہ ہم افراد کی زندگی میں کرتے ہیں۔ یہ، ظاہر ہے کہ خدائی سطح کا کام ہے جسے زمین وآسمان کا خالق ہی انجام دے سکتا ہے۔

۸۱۔ یعنی نہ اپنے اندر خدا کی نشانیوں سے سیکھتے ہو نہ قوموں کی تاریخ میں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"...آیت کے دونوں ٹکڑوں 'اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ' اور 'يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ' میں بڑا گہرا معنوی ربط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تم اُن مصائب سے کوئی سبق حاصل کرتے ہو جو تمھاری

اَمَّنۡ یَّهۡدِیۡكُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَمَنۡ یُّرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۳﴾ؕ

اَمَّنۡ یَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَمَنۡ یَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۶۴﴾

کیا یہ بہتر ہیں یا وہ (پروردگار) جو بحر و بر کی تاریکیوں میں تمھاری رہنمائی کرتا ہے[۸۲] اور جو اپنے باران رحمت سے آگے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (اِن سب کاموں میں شریک) ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بہت ہی برتر ہے اُن چیزوں سے جنھیں یہ اُس کا شریک ٹھیراتے ہیں۔ ۶۳

کیا یہ بہتر ہیں یا وہ (پروردگار) جو خلق کی ابتدا کرتا ہے، پھر اُس کا اعادہ کرے گا[۸۳] اور جو زمین و آسمان سے تمھیں روزی دیتا ہے[۸۴]؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (اِن سب کاموں میں شریک) ہے؟ اِن سے کہو کہ اپنی دلیل لاؤ، اگر تم سچے ہو[۸۵]۔ ۶۴

انفرادی زندگیوں میں پیش آتے ہیں اور نہ اُس ردوبدل سے کوئی عبرت پکڑتے جس سے قوموں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تو جن کی یادداشت اتنی کم زور ہو، اُن کو کون سبق پڑھا سکتا ہے!'' (تدبرقرآن ۵/ ۶۲۶)

۸۲۔ یہ اُس رہنمائی کی طرف اشارہ ہے جو انسان کو زمین کی مختلف علامتوں اور مہ وآفتاب اور نجوم و کواکب کے طلوع و غروب اور اُن کی گردش سے حاصل ہوتی ہے۔

۸۳۔ یعنی اُسی طرح اعادہ کرے گا، جس طرح اُس نے ابتدا کی ہے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت کے ایک بدیہی نتیجے کا بیان ہے کہ جب اِس کائنات کی موجودہ تخلیق سے انکار نہیں ہے تو اِس کے اعادے میں بھی کسی شک کی گنجایش نہیں ہو سکتی۔

۸۴۔ یعنی وہ تمام وسائل مہیا کرتا ہے جن سے پوری انسانیت اپنے لیے رزق کا بندوبست کرتی ہے۔ یہ کوئی معمولی اہتمام نہیں ہے کہ اِسے کسی جھوٹے معبود یا کسی اندھے طبیعی قانون کی طرف منسوب کر کے انسان اپنے آپ کو مطمئن کر سکے۔

۸۵۔ یعنی اپنے اِس دعوے میں سچے ہو کہ اُس کی خدائی میں کچھ دوسرے بھی اُس کے ساتھ شریک ہیں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ
اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾
بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا
عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾

(یہ عذاب کے لیے جلدی مچاتے ہیں)۔اِن سے کہو، (یہ غیب کی باتیں ہیں اور) اللہ کے سوا زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں، اِس غیب کو نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ (مرنے کے بعد) کب اٹھائے جائیں گے[٨٦]۔ ٦٥

(تمھارا خیال ہے کہ یہ اِس بات کو سمجھتے نہیں ہیں)؟ ہرگز نہیں، بلکہ آخرت کے بارے میں اِن کا علم الجھ گیا ہے[٨٧]، بلکہ یہ اُس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اُس سے اندھے بنے ہوئے ہیں[٨٨]۔ یہ منکرین کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا بھی تو کیا ہم قبروں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

استاذ امام لکھتے ہیں:

”اِس ساری بحث کا خلاصہ دو لفظوں میں یوں پیش کیا جا سکتا ہے کہ جو خدا کو نہیں مانتا، اِن سوالوں کا کوئی اطمینان بخش جواب دے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اور اگر مانتا ہے، لیکن اِس کے ساتھ دوسرے خداؤں کو بھی شریک کرتا ہے تو وہ اِن خداؤں کے حق میں دلیل پیش کرے۔ دلیل و ثبوت کی ذمہ داری بہر حال منکروں یا مشرکوں پر ہے۔ خدا کے ماننے والوں پر کسی چیز کو ثابت کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ وہ تو ایک بدیہی حقیقت کو مانتے ہیں۔“ (تدبر قرآن ٥/ ٦٢٧)

٨٦۔ یعنی نہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم ہے اور نہ اُس عذاب کا جو رسولوں کی طرف سے اتمام حجت کے بعد اُن کی قوموں پر آتا ہے۔ میں بھی اُنھی میں سے ہوں، اِس لیے صرف یہ بتا سکتا ہوں کہ نہیں مانو گے تو خدا کا عذاب آجائے گا۔ اِس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔

٨٧۔ یعنی نہ صریح انکار کر سکتے ہیں نہ ماننا چاہتے ہیں، اِس لیے ایک قسم کی ذہنی الجھن میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

٨٨۔ یہ لوگ جس مرض میں مبتلا تھے، قرآن نے یہ اُس کے تدریجی ارتقا کو بیان کر دیا ہے۔ استاذ امام

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾
قُلْ سِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ

سے نکالے جائیں گے؟ یہ دھمکی ہمیں بھی دی گئی ہے اور اِس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی دی گئی تھی۔ کچھ نہیں، یہ محض اگلوں کی کہانیاں ہیں۔۶۶-۶۸

اِن سے کہو، (نہیں مانتے ہو تو) ذرا اپنی اِس سر زمین ہی میں چلو پھرو، پھر دیکھ لو کہ (اُن) مجرموں کا انجام کیا ہوا (جو تم سے پہلے اسی طرح کی باتیں کرتے تھے[۸۹])۔۶۹

اِن پر افسوس نہ کرو، (اے پیغمبر)، اور جو چالیں یہ چل رہے ہیں، تم اُن پر دل تنگ نہ ہو[۹۰]۔ یہ پوچھتے ہیں کہ اگر تم لوگ سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہو گا؟ اِن سے کہو کہ جس (قیامت) کے لیے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لکھتے ہیں:

"یہ ایک حقیقت ہے کہ حقائق سے گریز و فرار کی اصلی علت آخرت سے گریز و فرار ہی ہے۔ آخرت کو مان لینے سے چونکہ انسان پر عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اِس وجہ سے وہ اُس سے بھاگتا ہے۔ اور فرار کے لیے چونکہ کوئی راہ نہیں ہے، اِس وجہ سے وہ چور دروازے تلاش کرتا ہے۔ یہ چیز اُس کو ایک شدید ذہنی الجھن میں مبتلا کر دیتی ہے۔ وہ حقائق سے گریز کرنے کے لیے اُن کے اندر شک کے پہلو ڈھونڈتا ہے۔ یہ غیر فطری جستجو اُس کو شک کا مریض بنا دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُسے صریح حقائق سے آنکھیں بند کر کے اندھا بننا پڑتا ہے۔" (تدبر قرآن ۵/۶۲۹)

۸۹۔ یعنی عاد و ثمود وغیرہ جن کی سرگذشتیں قرآن میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہیں اور جن کے تباہ شدہ آثار سر زمین عرب ہی میں موجود تھے۔

۹۰۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ اِن کی ضد اور ہٹ دھرمی پر غم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اِن کی شرارتوں سے آزردہ ہونا چاہیے۔ آپ اپنا فرض ادا کیجیے، یہ خدا کی گرفت میں ہیں، اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

بَعۡضُ الَّذِیۡ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ
اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُہُمۡ وَمَا
یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۵﴾
اِنَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَکۡثَرَ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ
یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّہٗ لَہُدًی وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّکَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَہُمۡ

جلدی مچائے ہوئے ہو، بہت ممکن ہے کہ اُس میں سے کچھ تمھارے پیچھے ہی لگا ہوا ہو[۹۱]۔ (اِس وقت جو مہلت تمھیں ملی ہوئی ہے، وہ تمھارے ہی فائدے کے لیے ہے)۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا پروردگار لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے، مگر اُن میں سے اکثر شکر گزار نہیں ہوتے۔ اِن کے سینے جو کچھ اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں، تیرا پروردگار یقیناً اُسے جانتا ہے۔ زمین و آسمان میں کوئی ایسی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے جو ایک واضح کتاب میں درج نہ ہو[۹۲]۔ ۷۲-۷۵

(یہ اُن کی باتوں سے گم راہ نہ ہوں، اِس لیے کہ) یہ قرآن بنی اسرائیل پر بھی یقیناً وہ بہت سی چیزیں واضح کر رہا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں[۹۳] اور اِس میں شبہ نہیں کہ ماننے والوں

۹۱۔ یعنی وہ قیامت صغریٰ جو رسولوں کی طرف سے اتمام حجت کے بعد اُن کے منکرین کا گویا تعاقب کر رہی ہوتی ہے۔

۹۲۔ اِن الفاظ میں جو تہدید و وعید ہے، اُسے قرآن کے طلبہ سمجھ سکتے ہیں۔ گویا مدعا یہ ہے کہ تمھارے سب کرتوت اُس نے لکھ رکھے ہیں، اُس سے کوئی چیز بھی چھپی نہ رہے گی۔ جس چیز کے لیے جلدی مچا رہے ہو، وہ اِسی لیے تو آئے گی کہ تمھارا یہ اعمال نامہ تمھارے سامنے کھول دے۔ اِس لیے سوچ لو کہ کس چیز کے لیے جلدی مچا رہے ہو۔

۹۳۔ یہ اُن اختلافات کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متعلق بعض حقائق سے رکھتے تھے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بِحُکۡمِہٖ ۚ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۷۸﴾ۚ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّکَ عَلَی الۡحَقِّ الۡمُبِیۡنِ ﴿۷۹﴾
اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ ﴿۸۰﴾
وَمَآ اَنۡتَ بِھٰدِی الۡعُمۡیِ عَنۡ ضَلٰلَتِھِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاٰیٰتِنَا
فَھُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾

کے لیے تو یہ سراسر ہدایت اور رحمت ہے[94]۔ یقیناً تیرا پروردگار (قیامت کے دن) اپنے حکم ناطق کے ذریعے سے اُن کے درمیان فیصلہ فرمائے گا[95]۔ وہ زبردست ہے، بڑے علم والا ہے۔ سو تم اللہ پر بھروسا رکھو، بے شک تمھی صریح حق پر ہو۔ ۷۶-۷۹

حقیقت یہ ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو، جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں اور نہ اندھوں کو اُن کی گم راہی سے ہٹا کر راہ دکھا سکتے ہو[96]۔ تم صرف اُنھی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لانا چاہیں۔ پھر وہی فرماں بردار بھی ہوں گے[97]۔ ۸۰-۸۱

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۹۴۔ اِس لیے کہ جونہی وہ اِسے مانیں گے، یہ اختلافات کی بھول بھلیوں سے نکال کر اُنھیں صراط مستقیم پر لے آئے گا اور دنیا اور آخرت، دونوں میں اُنھیں خدا کی رحمت کا مستحق بنا دے گا۔

۹۵۔ یعنی خدا کے فیصلے کو یہاں نہیں مانیں گے تو یہی فیصلہ قیامت کے دن سننا پڑے گا اور اُس وقت کسی کے لیے زبان کھولنے کی گنجایش نہ ہو گی۔

۹۶۔ آیت میں 'ھٰدِی' کے ساتھ 'عَنۡ' آیا ہے۔ یہ اِس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں تضمین ہے۔ ہم نے ترجمے میں اُسے کھول دیا ہے۔

۹۷۔ یہ اُس سنت الٰہی کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو خدا نے ہدایت و ضلالت کے باب میں قائم کر رکھی ہے کہ ہدایت اُنھی کو ملتی ہے جو ہر طرح کے تعصبات سے بالاتر ہو کر اُس کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہوں، اندھے اور بہرے ہو کر اُس سے بھاگنے والوں کو یہ نعمت کبھی نصیب نہیں ہوتی۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ
النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ
يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ
وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا

(اِس وقت تو، اے پیغمبر، تم اِنھیں سمجھا رہے ہو، لیکن) جب ہماری بات اِن پر پوری ہو جائے گی[98] تو ہم اِن کے لیے زمین سے کوئی جانور نکال کھڑا کریں گے جو اِنھیں بتائے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے، (سو اب وہ قہر الٰہی بن کر سامنے آگئی ہیں)[99]۔ یہ اُس دن کا خیال کریں جس دن ہم ہر امت میں سے ایک فوج کی فوج اُن لوگوں کی اکٹھا کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے، پھر اُن کی درجہ بندی کی جائے گی[100]۔ یہاں تک کہ جب وہ اکٹھے ہو کر آ جائیں گے تو خدا پوچھے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلا دیا، دراں حالیکہ تمھارا علم اُن کا احاطہ نہ کر سکا تھا یا بتاؤ کہ تم کیا کرتے رہے تھے[101]؟ سو اُن پر بات پوری ہو جائے گی[102]، اِس لیے کہ اُنھوں نے

۹۸۔ یعنی حجت پوری ہو جائے گی اور فیصلے کا وقت آ جائے گا۔

۹۹۔ یعنی اپنے وجود سے یہ حقائق واضح کر دے گا۔ آیت میں اِس کے لیے 'تُكَلِّمُهُمْ' کا لفظ آیا ہے۔ یہ اُسی مفہوم میں ہے، جس مفہوم میں یہ سورۂ روم (۳۰) کی آیت ۳۵ میں ہے۔ یہ اِس لیے ہو گا کہ جو لوگ خدا کے آخری پیغمبر کی بات بھی سننے کے لیے تیار نہ ہوں، اُن پر پھر جانوروں ہی کو گواہی دینی چاہیے۔ تاہم اِس کی نوبت نہیں آئی، اِس لیے کہ قریش کے بیش تر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں بھی لوگوں کے ساتھ اِسی طرح کا معاملہ ہو گا اور اُن پر گواہی کے لیے اِسی نوعیت کا ایک 'دَآبَّةُ الْاَرْضِ' نکال کھڑا کیا جائے گا۔

۱۰۰۔ یعنی ہر گروہ کو اُس کے جرائم اور اُن کی مقدار کے لحاظ سے الگ کر دیا جائے گا۔

۱۰۱۔ مطلب یہ ہے کہ کائنات کے تمام اسرار تم پر کھل گئے ہوتے اور تم انکار کر دیتے تو کوئی بات بھی تھی، لیکن تم نے تو خزف ریزوں سے اہرام کو ڈھانے کی کوشش کی ہے۔ دور حاضر کے سائنس دانوں کے لیے بھی

ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٨٥﴾
اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾
وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ

اپنی جان پر ظلم کیا، پھر وہ کچھ بول نہ سکیں گے۔ ۸۲-۸۵

(یہ نشانیاں مانگتے ہیں)؟ کیا اِنھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے رات کو تاریک بنایا کہ اُس میں آرام کریں اور دن کو روشن کر دیا کہ اُس میں کام کریں[۱۰۳]؟ حقیقت یہ ہے کہ اِس میں اُن لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو ماننا چاہیں[۱۰۴]۔ ۸۶

(لوگو)، اُس دن کا خیال کرو، جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، سب گھبرا اٹھیں گے، سوائے اُن کے جنھیں اللہ چاہے، اور اُس کے آگے سر جھکائے ہوئے سب

اِس میں بڑی تنبیہ ہے جو مادے میں کارفرما چند قوانین سے واقف ہو کر اِسی طرح کی جسارت کر رہے ہیں، دراں حالیکہ ابھی نوری سالوں کے فاصلوں تک پھیلی ہوئی ایک عظیم کائنات اور خود اُن کے اندر ایک جہان کبیر اُن کے مطالعے کے لیے پڑا ہوا ہے۔

۱۰۲۔ یعنی خدا کا فیصلہ صادر ہو جائے گا کہ اِنھیں اب جہنم میں جھونک دیا جائے۔

۱۰۳۔ آیت کے پہلے فقرے میں 'مظلمًا' اور دوسرے میں 'لتعملوا' یا اِس کے ہم معنی الفاظ عربیت کے اسلوب کے مطابق حذف کر دیے گئے ہیں۔ ہم نے ترجمے میں اُنھیں کھول دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شب و روز کی گردش ہی کو دیکھو کہ کیسی حکمت، معنویت اور منصوبہ بندی اِس میں علانیہ نظر آ رہی ہے۔ پھر یہ دونوں موت و حیات کی تمثیل بھی ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو ہر روز کس پابندی کے ساتھ ایک یوم النشور کی یاد دہانی کر رہے ہیں۔ کیا اِس کے بعد بھی حشر و نشر اور قیامت کے بارے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

۱۰۴۔ آیت کے اسلوب سے واضح ہے کہ یہاں فعل ارادۂ فعل کے معنی میں ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنۡعَ اللّٰهِ الَّذِیۡۤ اَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾
مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیۡرٌ مِّنۡهَا ۚ وَهُمۡ مِّنۡ فَزَعٍ یَّوۡمَئِذٍ اٰمِنُوۡنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنۡ
جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکُبَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ ؕ هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ
تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۰﴾

اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الۡبَلۡدَةِ الَّذِیۡ حَرَّمَهَا وَلَهٗ کُلُّ شَیۡءٍ ۫ وَّاُمِرۡتُ

حاضر ہو جائیں گے۔ تم پہاڑوں کو گمان کرو گے کہ جمے ہوئے ہیں، دراں حالیکہ وہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔ یہ خدا کی صنعت کا کرشمہ ہو گا[۱۰۵] جس نے ہر چیز کو محکم کیا ہے۔ بے شک، وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو[۱۰۶]۔ اُس دن جو بھلائی لے کر آئیں گے، اُن کے لیے اُس سے بہتر صلہ ہے اور وہ اُس دن ہر گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ اور جو برائی لے کر آئیں گے، وہ اوندھے منہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے —— تم وہی بدلہ پا رہے ہو جو تم کرتے رہے ہو۔ ۸۷-۹۰

(اِن سے کہو، اے پیغمبر کہ) مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اِس شہر کے رب کی بندگی کروں جس نے اِسے حرمت دی ہے[۱۰۷] اور جس کے اختیار ہی میں سب کچھ ہے۔ اور مجھے حکم ملا ہے کہ

۱۰۵۔ اصل الفاظ ہیں: ’صُنۡعَ اللّٰهِ الَّذِیۡۤ اَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ‘۔ یہ اُسی طرح کی ترکیب ہے، جیسے ’وَعۡدَ اللّٰهِ‘ اور ’صِبۡغَةَ اللّٰهِ‘ وغیرہ۔ کسی چیز کی طرف خاص طور سے توجہ دلانا مقصود ہو تو عربی زبان میں یہ اسلوب بالعموم اختیار کیا جاتا ہے۔

۱۰۶۔ چنانچہ اُس کی جزا و سزا بھی لازماً دے گا۔ آگے اُسی کی تفصیل ہے۔

۱۰۷۔ سورہ کے آخر میں یہ بالکل فیصلہ کن انداز میں قریش کو توجہ دلائی ہے کہ میں اُسی مقصد کے احیا و تجدید کے لیے مبعوث ہوا ہوں جس کے لیے خدا نے ہمارے ابوالآبا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اِس شہر کو عالمی سطح پر دعوت توحید کا مرکز بنائیں۔ چنانچہ عبادت و اطاعت میں اُسی توحید کو اختیار کیے ہوئے ہوں اور اِس شہر کے مالک نے مجھے اِسی کا حکم دیا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اُس کے فرماں برداروں میں رہوں اور حکم ملا ہے کہ تمھیں یہ قرآن پڑھ کر سناؤں[۱۰۸]۔ پھر جو راہ پر آئے تو وہ اپنے لیے ہی راہ پر آئے گا اور جو گم راہی اختیار کرے، وہ بھی اپنے لیے اختیار کرے گا۔ سو کہہ دو کہ میں تو صرف خبر دار کرنے والا ہوں[۱۰۹]۔ اور کہہ دو کہ شکر اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ عنقریب اپنی نشانیاں تمھیں دکھائے گا اور تم اُنھیں پہچان لو گے[۱۱۰] اور جو کچھ تم کر رہے ہو، تمھارا رب اُس سے بے خبر نہیں ہے[۱۱۱]۔ ۹۱-۹۳

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۰۸۔ یعنی جس توحید کو میں نے اختیار کیا ہے، اِس قرآن کے ذریعے سے تم کو بھی اُسی کی دعوت دوں اور اُس کے مقتضیات تم پر واضح کروں۔

۱۰۹۔ مطلب یہ ہے کہ میری ذمہ داری صرف انذار ہے اور میں یہ ذمہ داری ادا کر رہا ہوں۔ تم جو مطالبات مجھ سے کر رہے ہو، مجھے اُن سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

۱۱۰۔ یعنی تمھیں پتا چل جائے گا کہ یہ وہی نشانیاں ہیں جن کے بارے میں میں نے تمھیں خبر دار کر دیا تھا۔ چنانچہ معلوم ہے کہ ہجرت کے بعد یہ سب نشانیاں ظاہر ہو گئیں اور لوگوں نے بچشم سر دیکھ لیا کہ خدا کے پیغمبر نے کتنی سچی باتیں بتائی تھیں۔

۱۱۱۔ یعنی جب بے خبر نہیں ہے تو متنبہ ہو جاؤ، تمھاری خبر بھی لازماً لے گا۔